الجامعة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقت کی پکار

الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم

خطبۂ جمعہ

اتباعِ سنت کی اہمیت
اور
ماہِ رجب کی بدعات کی تردید

مولانا سید خالد قاسمی

استاذ الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم، بنگلور

الحمد لله كفى وسلام على عباده الذين اصطفىٰ أما بعد.

فقد قال الله تعالىٰ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا.﴾ (الأحزاب:۲۱)

وقال النبی ﷺ: من أحدث فی أمرنا هٰذا مالیس منه فهو رد. (البخاری:۲۶۹۷)

اتباعِ سنت ہی باعث فلاح ونجات ہے

قرآن کریم میں اتباعِ سنت کا حکم

اللہ رب العزت نے بنی نوع آدم کی رشد و ہدایت کے لئے ہر زمانہ میں ہزاروں انبیاء علیہم السلام کی نفوس بابرکت کو بھیجا اور آخر میں سید البشر خاتم الرسل حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ پر اپنی کتاب لازوال قرآن کریم کو اتار کر اس میں متعدد مقامات پر مختلف النوع انداز میں آپ کی اتباع کو ضروری قرار دیا، ایک جگہ ارشاد ربانی ہے:

﴿مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا.﴾ (الحشر:۷)

(رسول تمہیں جو کچھ دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔)

اور کہیں آپ کی اتباع کو محبتِ خداوندی ومعافیٔ ذنوب کا ذریعہ بنا کر آپ کی پیروی کا حکم دیا، چنانچہ ارشاد ہے: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ.﴾

(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کردے گا، اور اللہ بہت معاف کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ (آل عمران:۳۱)

اور کہیں نبی کی اطاعت کو خود اپنی اطاعت کے مترادف وہم پلہ قرار دیا۔ ﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ.﴾ جو رسول کی اطاعت کرے اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (النساء:۸۰)

اور کسی مقام پر اللہ کے رسول کے اسوہ کو سب سے بہتر اسوہ قرار دے کر اس کو اپنے لئے حرز جان بنانے کی ترغیب دی ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا۔﴾

(اے مسلمانو! تمہارے لئے اللہ کے پیغمبر کی ذات میں ان لوگوں کے لئے بہترین نمونہ ہے، جو اللہ کا یقین رکھتے ہوں اور اللہ کو خوب یاد کرتے ہوں۔) (الأحزاب:۲۱)

اور کسی مقام پر اس کی تصریح کی کہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم صراط مستقیم کی یقیناً رہنمائی کا کام انجام دیتے ہیں۔

﴿وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم۔﴾ (الشوریٰ:۵۲)

الغرض اللہ رب ذو الجلال نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر آپ کی اطاعت واتباع کا حکم دیا ہے یہ کیوں اور کس لئے ؟اس کا جواب بالکل ظاہر ہے کہ اللہ کے نزدیک وہی طریقہ پسندیدہ ومعتبر ہے جس پر نبی اکرم ﷺ گامزن تھے؛اس لئے اب انسانیت کی فلاح بس اسی میں ہے کہ وہ نبیٔ اکرم ﷺ کے طریقۂ کار پر عمل پیرا ہوں اور آپ کے طریقہ کے علاوہ کسی اور طریقہ کے پابند نہ ہوں۔

احادیثِ مبارکہ میں آپ کی پیروی کی تعلیم

قرآنی آیات کے علاوہ خود احمد مجتبیٰ ﷺ نے اپنی زبانی امت کو اس کی بار بار تاکید فرمائی ہے کہ وہ صرف آپ کے بابرکت طریق کو اپنے لئے لائحہ عمل بنائیں، اما مسلم علیہ الرحمۃ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کے اس مبارک فرمان کو نقل کیا ہے: جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچنا تمہارے لئے ضروری ہے اور جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو اس کو اپنی طاقت بھر ادا کرو۔ (مسلم:۱۳۳۷)

اور امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کے اس ارشاد کو درج کیا ہے: میرے سارے امتی جنت میں داخل ہونگے سوائے ان کے جو میرا انکار کریں، کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا انکار کون کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میرا انکار کیا۔

(بخاری:۷۲۸۰)

اسی طرح امام ابوداؤد نے اپنی ''سنن أبي داؤد'' میں اور امام ترمذی نے اپنی ''جامع ترمذی'' میں اس روایت کو ذکر کیا ہے جس میں آپ نے امت کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا ہے ''علیکم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها بالنواجذ '' (تم پر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کی اتباع لازم وضروری ہے میری سنت کو اپنے داڑھوں سے مضبوطی سے تھام لو۔) (ابوداود:۴۶۲۳،ترمذی:۲۶۷۵)

امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ کی سنت سے دوری

مندرجہ بالا قرآنی آیات وحدیثی ارشادات کا تقاضہ، نیز ایک مومن کے اپنے نبی سے تعلق کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مومن کی یہ اولین یہ خواہش ہو کہ وہ اپنی زندگی کے ہر فعل وعمل میں خواہ اسکا تعلق اعتقاد سے ہو یا عبادات سے ہو، معاملات سے ہو یا معاشرت و اخلاقیات سے ہو، اپنے محسن اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قدوۃ ونمونہ بنائے اور آپ کی سنت پر سو جان سے قربان ہو، اور آپ کی سنت کے علاوہ کسی بھی من گھڑت طریقہ اور رسم ورواج کے لئے اس کے دل میں ذرہ برابر گنجائش نہ ہو، وہ آپ کی لائی ہوئی کامل ومکمل شریعت کے سامنے دنیا میں مروج ہر رسم وروایت کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھتا ہو اور اس کے مضرونا تمام ہونے پر یقین رکھتا ہو، چنانچہ حضراتِ صحابہ، تابعین وتبع تابعین کے زمانہ میں بالعموم اسی کا اہتمام تھا؛ لیکن زمانہ جوں جوں آگے بڑھتا گیا اور

خیر القرون سے بعد ہوتا گیا تو اسی طرح سنت سے بھی بعد بڑھتا گیا اور مختلف مزاج کے لوگوں نے مختلف مقاصد کے تحت سنتوں کی جگہ نئے نئے طریقوں کی داغ بیل ڈالی اور ان کو امت میں چلتا کر دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ امت کا ایک بہت بڑا طبقہ سنتوں سے دور ہو گیا اور مختلف طرح کے رسوم و بدعات کے بھنور میں پھنس گیا اور انہی کو اصل دین سمجھنے لگا جب کہ دین سے انکا دور دور تک کا کوئی علاقہ نہیں ہے۔

ماہ رجب المرجب کے بعض من گھڑت رسوم وروایات

(۱) کنڈوری (پوری کی فاتحہ) ویسے دین میں جاری کردہ رسوم و بدعات بہت ہیں جن کی ایک طویل فہرست ہے؛ لیکن ہم سردست ماہ رواں رجب المرجب کے بعض منکرات پر اپنے قارئین کی نگاہیں مرکوز کرانا چاہتے ہیں جن میں اول الذکر کونڈوں کی رسم اور کنڈوری ہے جس کو فی زمانہ پوری کی فاتحہ کے نام سے ۲۲ رجب کو منایا جاتا ہے یہ دراصل حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ کی فاتحہ کہلائی جاتی ہے جو ان کی یومِ ولادت کو منائی جاتی ہے اور اس میں شرکت کرنے والوں کے لئے مختلف طرح کے قیود لگائے جاتے ہیں، مثلا: وضو و غسل کر کے آئیں، اور اس دن گوشت، مچھلی وغیرہ نہ کھائیں، اور ہاتھ دھلنے کے بعد پانی کو یوں ہی پھینک نہ دیا جائے؛ بلکہ کسی گڑھے میں دفن کیا جائے، وغیرہ وغیرہ اور اس کو اس اعتقاد سے کیا جاتا ہے کہ اس سے ہمارے معاشی مسائل اور دیگر مشکلات حل ہو جائیں گی؛ لیکن یہاں پر کچھ قابلِ غور نکات ہیں جن سے اس کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔

(۱) ۲۲ رجب کو حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ کی ولادت ہوئی اس کا تعلق تاریخ سے ہے، اس لئے اس رسم کے چلتا کرنے والوں پر ضروری ہے کہ وہ کسی بھی معتبر تاریخی کتاب سے اس کا ثبوت پیش کریں؛ لیکن وہ ہرگز پیش نہ کر سکیں گے؛ اس لئے کہ حضرت جعفر کی ولادت ۸ رمضان یا ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی ہے اور ۲۲ رجب میں جلیل القدر صحابیِ رسول حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کا سانحہ پیش آیا ہے، اور شیعہ جن کے دلوں میں حضرت امیر معاویہ سے بغض وعناد بھرا ہوا ہے انہوں نے آپ کی وفات کی خوشی میں کونڈوں کی رسم جاری کی، چونکہ یہ سنی مسلمانوں کے مقابلہ میں مغلوب تھے؛ اس لئے اس کو مخفی طور سے انجام دینے لگے، پھر جب یہ بات سنی مسلمانوں کو معلوم ہونے لگی تو انہوں نے یہ کہہ کر پردہ ڈال دیا کہ یہ حضرت امام جعفرؒ کی فاتحہ ہے اور اس کے کرنے سے طرح طرح کے فوائد حاصل ہونگے۔ بھولے بھالے مسلمانوں نے اس کو سنا تو انہوں نے بھی اس کو منایا اور اپنے اپنے حلقوں میں اس کی ترویج کی، پھر شدہ شدہ یہ رسم امت مسلمہ کے ایک بڑے طبقہ میں فروغ پا گئی۔

(۲) فاتحہ کی اصل ایصالِ ثواب ہے جس کی ترغیب مختلف احادیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور یہ نیک عمل مطلقاً کسی بھی نفل یا مستحب کام سے ادا ہو جاتا ہے مثلاً کچھ قرآن کریم کی تلاوت یا ذکر یا نفلی صدقہ وخیرات کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچا دیا جائے؛ لیکن اس میں جو بعض قیود لگائے جاتے ہیں مثلاً فلاں تاریخ کو فلاں وقت میں اور فلاں دن پڑھنا ہوگا نیز اتنی تعداد میں پڑھنا ہوگا اور پڑھ کر کچھ شیرینی وغیرہ پر دم کرنا ہوگا وغیرہ یہ سارے قیودات وہ ہیں جن کی وجہ سے فاتحہ کا مقدس عمل سنت سے نکل کر بدعت کی شکل اختیار کر لیتا ہے؛ اس لئے کہ یہ سارے قیودات وہ ہیں جن کو نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور نہ حضرات

صحابہ نے اور نہ ہی امت کو یہ کام کرنے کا حکم دیا گیا؛ بل کہ یہ دین میں جاری کردہ ایک نیا طریقہ ہے اور ہر وہ نیا طریقہ جو دین میں جاری کیا جائے وہ بدعت ہے۔

(۳) کندوری کی رسم کو بڑے زور وشور سے اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس سے روزی میں برکت ہوتی ہے، معاشی مسائل اور دیگر مشکلات حل ہونگے حالانکہ ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے اور ہونا چاہئے کہ ہمارے سارے مسائل محض وہی ذات حل کرسکتی ہے جس نے ہم کو اور ساری کائنات کو وجود بخشا اور اس کا مضبوط انداز سے نظم چلا رہی ہے اور اس نظم کے چلانے میں وہ کسی بھی مخلوق کی رتی برابر محتاج نہیں ہے، قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ تمام کی تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی محتاج ہیں اور وہی نفع ونقصان کا مالک ہے، چنانچہ سورۂ فاطر میں اللہ نے فرمایا:

﴿يَآَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ج وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْد .﴾

(اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز اور بڑی خوبیوں والے ہیں۔) (الفاطر:۱۵)

اور اسی سورۂ فاطر کے آغاز ہی میں اللہ نے فرمایا:

﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ج وَمَا يُمْسِكْ لا فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ م بَعْدِهٖ ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

(اللہ لوگوں میں سے جس کو رحمت سے نواز دیں، کوئی اس کو روکنے والا نہیں، اور جس کو محروم کردیں تو اس کے سوا کوئی جاری کرنے والا نہیں، اور وہی غالب اور حکمت والے ہیں۔) (الفاطر:۲)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا! اے لڑکے جان لے کہ ساری امت مل کر تمہیں نفع پہنچانا چاہے تو تجھے نفع نہیں پہنچا سکتی بجز اس کے جو اللہ نے تیرے حق میں لکھ دیا ہے، اسی طرح ساری امت مل کر اگر تجھے نقصان پہنچانا چاہے تو تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے خلاف لکھ دیا ہے۔

(ترمذی:۲۵۱۶)

ان قابل غور نکات کی روشنی میں ہم غور کرینگے تو یہ بات اچھی طرح واضح ہوجائے گی کہ کندوری کی رسم دشمنانِ اسلام کی جانب سے جاری کردہ ہے جس میں مختلف قباحتیں ہیں لہذ ا؛ ہر مسلمان کو اس سے بچنا چاہئے اور دوسروں کو بھی اس سے روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ستائیس رجب کو عبادت کے لئے خاص کرنا

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ معراج کی رات جو صرف اور صرف افضل الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوئی اور یہ آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے ایک عظیم الشان انعام ہے؛ اس لئے کہ اس رات میں آپ کو معمولی سے وقفہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصی لے جایا گیا اور وہاں سارے انبیاء کی امامت کا شرف آپ کو عطا ہوا، پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی گئی،

مختلف انبیا علیہم السلام سے آپ ﷺ نے بالمشافہ کلام فرمایا، آپ کو جنت وجہنم کی سیر کرائی گئی نیز خدا کے دیدار اور ہم کلامی سے آپ مشرف ہوئے، پھر حق جلّ وعلا سے نمازوں کا عظیم تحفہ امت محمدیہ کے نام لے کر واپس ہوئے؛ لیکن اس کے باوجود ہر سال اس رات کو عبادت کے لئے اس طرح خاص کر لینا جس طرح سے شب قدر وشب برأت کو خاص کیا جاتا ہے اور مساجد کو ضرورت سے زائد روشن کرنا دین میں عین اضافہ وبدعت ہے؛ اس لئے کہ معراج کا واقعہ ہجرت سے دو سال قبل پیش آیا اور اس کے بعد آپ ۱۲ سال حیات رہے؛ لیکن آپ نے کبھی اس رات خاص عبادت کا اہتمام نہیں فرمایا اور نہ ہی حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے بعد کبھی اس رات کچھ خصوصی عبادت کا اہتمام فرمایا، یہاں غور کرنے کی بات ہے کہ اگر معراج کی رات کچھ خاص عبادت پسندیدہ ومستحب ہوتی تو آپ ضرور بالضرور اس کو انجام دیتے اور حضراتِ صحابہ کو اس کا حکم دیتے اور آپ کے بعد حضراتِ صحابہ اس کو جاری وساری رکھتے، چنانچہ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ "المواهب اللدنية" میں لکھتے ہیں:

"وأما ليلة الاسراء فلم يأت في أرجحية العمل فيها حديث صحيح ولا ضعيف، ولذالک لم يعينها النبى ﷺ لأصحابه، ولا عينها أحد من الصحابة باسناد صحيح، ولا صح الى الأن ولا الى ان تقوم الساعة فيها شيء، ومن قال فيها شيئا فانما قال من كيسه لمرجح ظهر له استأنس به، ولهٰذا تصادمت الأقوال فيها وتباينت ولم يثبت الأمر فيها على شيء، ولو تعلق بها نفع للأمة ولو بذرة لبينه لهم نبيهم ﷺ".

(رہی شب معراج تو اس میں عمل کے راجح ہونے کے سلسلے میں نہ کوئی صحیح حدیث ہے اور نہ ضعیف؛ اسی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کے لئے اس کو متعین نہیں فرمایا اور نہ خود صحابہ کرام نے متعین کیا۔ اور اس سلسلہ میں کوئی بات بسند صحیح نہ اب تک ثابت ہے اور نہ قیامت تک ثابت ہو سکے گی اور جس نے بھی اس رات کے سلسلہ میں کچھ کہا تو اپنی عقل ورائے سے کہا ہے کسی مرجح کی وجہ سے جو انہیں ظاہر ہوا اور انہوں نے اس سے تائید حاصل کی اور اسی لئے اس سلسلہ میں ان لوگوں کے اقوال متلف ومتصاد ہیں؛ الغرض اس رات کے سلسلے کیں کوئی بات ثابت نہیں ہے، اگر اس رات میں کچھ خاص عبادت میں امت کے لئے ذرہ برابر نفع ہوتا تو آپ اس کو ضرور بیان فرماتے۔)

(المواہب اللدنیہ:۳۴۲/۲-۳۴۳)

لہٰذا معراج کی رات کچھ خاص عبادت کرنا دین میں ایک طرح کا اضافہ واحداث ہے، اور ہر وہ بات جو دین میں نئی رائج وجاری کی جائے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت انسان کو گمراہی کی طرف لے جاتی ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: كل بدعة ضلالة. (ترمذی:۲۶۷۶)

خلاصہ کلام: ساری انسانیت کی صلاح وفلاح اللہ نے صرف حضرت رسولِ عربی ﷺ کے طریقہ وسنت میں رکھی ہے؛ اس لئے ہر کسی کو چاہئے کہ وہ صرف اور صرف آپ کے طریقہ وسنت پر چلے اور سنت سے انحراف کرتے ہوئے رسوم وروایات میں خود کو نہ کھوئے۔

نوٹ: اس مضمون کی تیاری میں جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم کے فاضل استاذ گرامی حضرت مولانا خالد خان صاحب (عرف مولانا جاوید صاحب) زید مجدہم کی کتاب ''ماہِ رجب شریعت کی روشنی میں'' سے مدد لی گئی ہے، بالخصوص ماہِ رجب کی بدعات سے متعلق جو گفتگو ہے وہ حضرت مولانا کے رسالے کو ہی سامنے رکھ کر اپنے الفاظ میں ترتیب دی گئی ہے اور علامہ قسطلانیؒ کی عبارت بھی انہیں کی کتاب سے ماخوذ ہے۔ اللہ حضرت مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور امت کے لئے اس کو نافع نائے۔ آمین یا رب العلمین

Jamia Islamia Maseehul Uloom,
K.S. Halli, Post Kannor Village, Bidara Halli Hobli,
Baglur Main Road, Banglore-562149

www.muftishuaibullah.com